غریبوں کے غمخوار

Bustan-ul-Aloom
Majahid Abad Kadhala (AR)

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی

اور سبھوں کے ساتھ ہوجاؤ

اِدارۂ مسعودیہ کراچی
Idara-e-Mas'udia, Karachi

Marfat.com

Marfat.com

غریبوں کے غمخوار

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی

اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

اِدارۂ مسعودیہ کراچی
Idara-e-Mas'udia, Karachi

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

سلسلہ اشاعت نمبر

نام کتاب ______ غریبوں کے غم خوار
مصنّف ______ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
تعداد ______ ہزار
قیمت ______

ناشر ______ ادارۂ مسعودیہ، کراچی
سنۂ طباعت ______ ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۴ء
اشاعت ______ دوم

ملنے کے پتے

۱۔ ادارۂ مسعودیہ، ۲/۶، ۵۔ای، ناظم آباد، کراچی، فون ۶۶۱۴۷۴۷-۲۱۳۹۷۳
۲۔ المظہر، ۱۳۵۔پی آئی بی کالونی، کراچی، فون ۴۹۴۸۶۸۱
۳۔ مکتبۂ رضویہ، آرام باغ روڈ، کراچی، فون ۲۱۶۴۶۴
۴۔ شہزاد پبلی کیشنز، ۲۷۲۔بی، گل گشت کالونی، بوسن روڈ، ملتان، فون ۵۲۳۶۶۰
۵۔ المختار پبلی کیشنز، ۲۵۔جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل)، صدر، کراچی، فون ۷۷۲۵۱۵
۶۔ مظہری پبلی کیشنز، اے/۲۶۰۶، پی آئی بی کالونی، کراچی، فون ۴۹۴۰۵۳۱

Marfat.com

Mujahid Abad Kodhala (A.K)

انتساب

○ ——— مسکینوں کے نام!

○ ——— غریبوں کے نام!

○ ——— مظلوموں کے نام!

○ ——— بے کسوں کے نام!

○ ——— بے بسوں کے نام!

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

○

تاجدارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو غریبوں سے کتنا پیار تھا — اللہ اللہ! سارے عالم کے غریبوں کو گلے سے لگالیا اور غریبوں کی زندگی اپنالی — اب غریب سے غریب انسان یہ نہیں کہہ سکتا: "آپ کے گھر میں تو سب کچھ ہے، میرے گھر میں کچھ نہیں —" اللہ اکبر! سب کے گھر بھرے ہوئے ہیں، آپ کا گھر خالی ہے۔ سب کے گھروں میں دنیا کی نعمتیں ہیں، مگر آپ نعمتیں بانٹ رہے ہیں — نعمتیں لٹا رہے ہیں — صلائے عام ہے۔ سب دوڑے چلے آرہے ہیں — جھولیاں بھر بھر کے لیے جا رہے ہیں —

دُنیا میں امیروں اور کھاتے پیتوں کی پوچھ ہے — غریبوں اور مسکینوں کو کوئی نہیں پوچھتا — مگر آپ کے دربار میں غریبوں کی پوچھ ہے — مسکینوں کی رسائی ہے — جن کو ساری دنیا نے دھتکارا اور دھتکار رہی ہے، وہ اس دربار میں نظر آئیں گے — اللہ اکبر! بجھے بجھے چہرے نظر آرہے ہیں اور چمکتے دمکتے جارہے ہیں — ہاں! اس دربار میں غریبوں کی بڑی رسائی ہے — وہ غریب —

Marfat.com

○ ــــ جن کے وسیلوں سے امیروں کو نعمتیں ملتی ہیں۔

○ ــــ جن کی آہیں عرشِ معلّٰی تک جا پہنچتی ہیں۔

○ ــــ جن کے آنسو سیلاب بن کر اُمنڈ پڑتے ہیں۔

○

ہاں یہ غریب بہت عظیم ہیں ـــــ ہاں یہ غریب بہت بلند ہیں ـــــ ذرا سا احسان کیجیے، جان دینے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں، بلکہ جان دے دیتے ہیں ـــــ فقیر کی زندگی میں چند ایسے واقعات گزر چکے ہیں ـــــ آپ بھی سُنیئے! اور غریبوں کے کردار کی بلندیاں دیکھئے ـــــ کوئٹہ (بلوچستان) میں قیام کے دوران (۱۹۶۶-۶۷ء) تپ دق کا مارا ایک مسکین بلوچ گرتا پڑتا سڑک پر جا رہا تھا، نظر آیا، تپ دق کے ہسپتال میں داخل کرایا، دیکھ بھال کرتا رہا ـــــ ہسپتال میں ایک روز اُس نے روتے ہوئے کہا تھا: "صاحب! آپ جہاں جائے گا، ہم آپ کے ساتھ جائے گا" ـــــ ابھی وہ ہسپتال میں تھا کہ فقیر کا تبادلہ سندھ ہو گیا ـــــ جب وہ توانا و تندرست ہو کر ہسپتال سے واپس آیا، فقیر کے بارے میں دریافت کیا اور جب یہ معلوم ہوا کہ فقیر بلوچستان سے سندھ چلا آیا، تو اس کے دل پر ایک چوٹ سی لگی، جانبر نہ ہو سکا، چند دنوں میں دارِ فانی سے کوچ کر گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ـــــ اور جب سندھ میں سرحد کے قریب ضلع تھر پارکر کے شہر مِٹھی میں تبادلہ ہوا، تو وہاں ایک سندھی باورچی کو اتنی محبت ہو گئی کہ تین سال بعد (۱۹۷۷-۸۰ء) جب وہاں سے تبادلہ ہوا، اُس نے خبر سُنی ـــــ تھوڑی دیر بخار چڑھ گیا ـــــ چار پانچ روز کے اندر اندر مرض اتنا بڑھ گیا کہ جان پر بن گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ اللہ کو پیارا ہو گیا ـــــ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

Marfat.com

فقیر اُس کی نمازِ جنازہ پڑھا کر آیا ___ اِس مرحوم کا نام محمد کمال تھا اور اُس مرحوم کا نام محمد شفیع ___ اللہ اکبر! ان مسکینوں کے دل محبت سے معمور ہیں، کوئی محبت کر کے تو دیکھے ___ محبت کی قربان گاہ میں یہ جان دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے ___ ہزار ہزار رحمتیں ہوں ان جان دینے والوں پر جو محبت و اُلفت کے چراغ روشن کر گئے اور اپنی جاں نثاری اور فداکاری کے اَنمٹ نقوش چھوڑ گئے ___

غریبوں کا حال ہمیں کیا معلوم ___ ؟ کسی نے اُن کے گھر کی خبر نہ لی ___ کسی نے نہ پوچھا تمہیں دو وقت کا کھانا بھی نصیب ہوتا ہے یا نہیں ___ فقیر نے ایک سرکاری ملازم کو دیکھا، ایک ہاتھ میں روٹی، دوسرے میں پانی ___ نوالہ کھاتا جاتا پانی کا گھونٹ پیتا جاتا ___ پیٹ بھر گیا، خدا کا شکر ادا کیا ___ اُن کی تنگ دستی کا یہ عالم ہے کہ موسمی پھل بھی اُن کو نصیب نہیں، بس دیکھ دیکھ کے جیا کرتے ہیں ___ ایک بچہ اپنی ماں سے کہہ رہا تھا: "مجھے تو آم اچھے لگتے ہیں، ابو آم لے کر کیوں نہیں آتے۔؟" غم کی ماری ماں کیا جواب دے، حسرت و یاس کی تصویر بنی، بچے کا منہ تکتی رہ گئی ___ نانِ شبینہ کا محتاج اپنے بچوں کے لیے من بھاتی چیزیں کہاں سے لائے ؟ ___ اور اپنی آرزوؤں اور تمناؤں کا شہرِ خموشاں کس کو دکھائے ؟ ___ اولاد والا ہی اس بے بسی کے عالم میں غریب ماں کے کرب کو محسوس کر سکتا ہے ___ بچے کے سوال نے خرمنِ صبر و قرار کو خاکستر کر کے رکھ دیا ___ کہاں سے لائے ؟ ___ کہاں سے کھلائے ؟ خود کھلا نہیں سکتے، کوئی کھلاتا نہیں، بے بسی ہی بے بسی ہے ___ !

○

اے مسکینو! اے غریبو! دیکھو دیکھو! ان بچوں کے لیے امام احمد رضا کے آغوش

Marfat.com

کھلتے ہیں ـــــ اپنے محروم بچوں کو یہاں لے کر آؤ ـــــ وہ بچوں کو اُن کی من بھاتی چیزیں کھلا رہے ہیں ـــــ ہاں اُن کے آقا و مولیٰ بھی تو بچوں سے پیار کرتے تھے۔
وہ اپنے دارالعلوم منظرِ اسلام کے طلبہ پر بڑے شفیق و کریم تھے ـــــ خوشیوں کے موقعوں پر، عید کے دِنوں میں اُن کے لیے نئے نئے کپڑے بنواتے اور قسم قسم کے کھانے پکوا کر کھلاتے تھے ـــــ عرب طلبہ کے لیے عربی کھانا، رُوسی طلبہ کے لیے رُوسی کھانا، بنگالی طلبہ کے لیے بنگالی کھانا، بہاری طلبہ کے لیے بہاری کھانا، سرحدی طلبہ کے لیے سرحدی کھانا، سندھی طلبہ کے لیے سندھی کھانا، پنجابی طلبہ کے لیے پنجابی کھانا۔ الغرض جس طالب علم کو جو کھانا مرغوب ہوتا، وہ پکوا کر اُس کو کھلاتے اور کھلا کھلا کر خوش ہوتے۔
انگریزی مدارس و جامعات میں ہم نے طلبہ کو اپنا حریف سمجھ لیا ہے، وہ ہمارے فرزند دلبند ہیں، مگر اُن کو اپنی محبت و شفقت سے ہم نے محروم کر دیا ـــــ افسوس ہم نے یہ کیا کیا! ـــــ امام احمد رضا نے ہم کو وہ سبق سکھایا، جو آفت زدہ معاشرے کی کایا پلٹ سکتا ہے ـــــ امام احمد رضا کی محبت و شفقت کا کیا ذکر کیا جائے، زندگی بھر غریبوں اور مسکینوں کو گلے لگایا اور جب وہ دنیا سے جانے لگے تو اس کٹھن گھڑی میں اُن کو نہ بھُلایا ـــــ وصال سے دو روز قبل فرمایا: ـــــ آج کیا دن ہے؟ ـــــ عرض کیا گیا ـــــ آج بُدھ ہے ـــــ فرمایا: جمعہ پرسوں ہے ـــــ؟ یہ فرما کر ذکر حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْل پڑھتے رہے ـــــ گھڑیاں گزرتی گئیں ـــــ سُورج غروب ہوتا رہا، سُورج طلوع ہوتا رہا ـــــ ہاں آج جمعہ ہے ـــــ آج وصال کا دن ہے ـــــ ارشاد ہو رہا ہے ـــــ "پچھلے جمعہ کرسی پر جانا ہوا آج چارپائی پر جانا ہوگا"[1] ـــــ ہاں زندگی کا آخری جمعہ بھی باجماعت ادا کیا ـــــ

---

[1] حسنین رضا خاں، وصایا شریف، مطبوعہ لاہور، ص ۵

Marfat.com

سفرِ آخرت کی تیاریاں شروع ہوگئیں ـــــ جائداد کے متعلق وقف نامہ مکمل کرایا اور آمدنی کا چوتھائی نیک کاموں کے لیے وقف کردیا کہ شریعت کے مطابق جانے والے کو اپنے مال میں اتنا ہی تصرف کرنا چاہیئے ـــــ واللہ باللہ! یہ قید نہ ہوتی تو سارا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں لٹا دیتے ـــــ

○

موت آنی ہے، آئے گی، مگر جب معلوم ہو جائے کہ آنے والی، آگئی، تو جان پر بن جاتی ہے ـــــ ہوش اڑنے لگتے ہیں ـــــ اوسان خطا ہونے لگتے ہیں ـــــ آنکھوں کے نیچے اندھیرا آجاتا ہے ـــــ انسان اس طرح ہاتھ پیر مارتا ہے، جیسے وہ ڈوب رہا ہو ـــــ مگر وہ بھی ہیں، جو خوشی خوشی آتے ہیں اور خوشی خوشی جاتے ہیں ـــــ عین اضطراب میں ان کی طمانیت کا عالم نہ پوچھیے ـــــ اللہ اکبر!

قُدسیوں کو بھی رشک اس جمعیتِ خاطر پہ ہے
کچھ نہیں کھلتا کہ مَیں کس کے پریشانوں میں ہوں

اللہ اللہ: وہ آنے والی گھڑی آگئی ـــــ بس دو ڈھائی گھنٹے کی بات ہے، ـــــ وصیت نامہ لکھوایا جا رہا ہے ـــــ اس میں قوم کے لیے کچھ وصیتیں ہیں، اہلِ خانہ کے لیے کچھ نصیحتیں ہیں، عزیزوں کے لیے کچھ ہدایتیں ہیں ـــــ ہاں غریبوں کے لیے ـــــ جن کو سب بھول جاتے ہیں، مگر امام احمد رضا بسترِ مرگ پر بھی ان کو نہ بھولے ذرا غور تو کریں ـــــ ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر تو دیکھیں ـــــ جس کے خاندان نے شاہانہ آن بان کے ساتھ زندگی بسر کی ہو، آج اُس کے گھر میں غریبوں کے لیے شاہانہ دسترخوان بچھایا جا رہا ہے ـــــ آئیے وصیت کو ایک نظر دیکھئے ـــــ

Marfat.com

"فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیا جائے، صرف فقراء کو دیں اور وہ بھی اعزاز اور خاطر داری کے ساتھ، نہ کہ جھڑک کر۔ غرض کوئی بات سنّت کے خلاف نہ ہو۔" [1]

اے پاسدارِ سُنّت تجھ پر لاکھوں سلام! ــــــ ذرا غور فرمائیں اور بار بار غور فرمائیں ــــــ کیسی پیاری پیاری ہدایتیں فرما رہے ہیں۔

- فاتحہ کے کھانے میں سے امیروں کو کچھ نہ دیا جائے۔
- صرف فقیروں اور غریبوں کو دیا جائے۔
- وہ بھی عزّت و احترام کے ساتھ، خاطر داری کے ساتھ۔
- غریبوں مسکینوں کو گھرکیاں، جھڑکیاں دے کر نہ کھلایا جائے۔
- کوئی بات سُنّت کے خلاف نہ ہو۔

ہمارے ہاں بڑے بڑے شہروں میں میّت کے کھانے سے غریب اور مسکین ہی محروم رہتے ہیں، کھاتے پیتے لوگ سب کھا جاتے ہیں، بلکہ بلائے جاتے ہیں ــــــ امام احمد رضا نے اس بُری رسم کی بیخ کنی فرمائی اور اپنی وصیّت سے ایک مُردہ سنّت کو زندہ کیا جس نے غریبوں کے حقوق کو پامال کر رکھا تھا ــــــ شاید اس لیے پاک و ہند اور عالمِ اسلام کے علماء کرام نے آپ کو "مجدّد" تسلیم کیا ہے ــــــ

○

امام احمد رضا نے غریبوں کا حق غریبوں کو دلوایا اور سخت ہدایت فرمائی کہ اس میں سے امیروں کو کچھ نہ دیا جائے ــــــ پھر فقیروں اور مسکینوں کو دینے والے دیا ہی کرتے ہیں؛ مگر امام احمد رضا جس باوقار انداز سے دلوانا چاہتے ہیں، اُس انداز سے تو دینے والے نہیں

[1] امام احمد رضا: وصایا شریف، محررہ ۲۸ر اکتوبر ۱۹۲۱ء، مطبوعہ لاہور۔

Marfat.com

دیتے ــــــ امام احمد رضا کے زمانے میں شریف گھرانوں میں فرش و فروش کا رواج تھا، صاف ستھرے فرش بچھائے جاتے، اُن پر قالین سجائے جاتے، گاؤ تکیے رکھے جاتے۔ مگر ان فرش و فروش تک کسی غریب اور مسکین کی رسائی نہ ہوتی، ان کو دور ہی کھا جاتا، معمولی فرش پر بٹھا کر کھلا دیا جاتا یا دروازے ہی پر دے دلا کر فارغ کر دیا جاتا ــــــ غریبوں کا کوئی خاص اعزاز و اکرام نہ ہوتا ــــــ سارے اعزاز و اکرام امیروں اور افسروں کے لیے مخصوص تھے ــــــ امام احمد رضا کی آنکھوں نے یہ سب کچھ دیکھا تھا ــــــ اُن کے دل میں غریبوں کا درد تھا، غریبوں کے لیے محبت تھی، غریبوں کے لیے عزت تھی، اس لیے وصیت فرمائی کہ جب غریبوں اور مسکینوں کو کھلاؤ تو دیکھنا گھرک کر اور جھڑک کر نہ کھلانا، عزت و احترام سے کھلانا، اس طرح جس طرح امیروں اور وزیروں کو کھلایا کرتے ہیں ــــــ ان کو حقیر و ذلیل نہ سمجھنا کہ یہ آقائے دو جہاں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دُلارے ہیں۔

ذرا غور فرمائیں امام احمد رضا کیا چاہتے ہیں؟ ــــــ کمرے میں صاف ستھرا فرش بچھا ہو، اس پر پاک صاف دسترخوان بچھا ہو ــــــ غریبوں اور مسکینوں کو محبت و خلوص سے خوش آمدید کہا جا رہا ہو ــــــ ایک ایک کی مزاج پرسی کی جا رہی ہو اور بٹھایا جا رہا ہو ــــــ پھر اس دسترخوان پر غریبوں کے لیے وہ وہ نعمتیں سجائی جا رہی ہوں جو اُن کے کام و دہن تک نہ پہنچی ہوں، وہم و خیال میں آ کر رہ گئی ہوں ــــــ امام احمد رضا نے غریبوں کے لیے جو دسترخوان سجایا ہے، ذرا اُس کا نظارہ تو کریں ــــــ اللہ اللہ! کیسی کیسی نعمتیں دکھائی دے رہی ہیں ــــــ کسی نے اپنے دسترخوان پر غریبوں کے لیے یہ نعمتیں نہ رکھی ہوں گی اور پھر اس تاکید کے ساتھ

Marfat.com

خبردار! کوئی امیر اس دسترخوان پر نہ آنے پائے ——— دنیا نے تو یہ دیکھا ہے کہ یہ نعمتیں امیروں کے دسترخوان پر سجی ہوتی ہیں اور غریب ٹکر ٹکر دیکھتے ہیں ——— کچھ بچا، تو مل گیا، ورنہ صبر و شکر کیا ——— مگر چشمِ عالم نے یہ نظارا نہیں دیکھا کہ غریبوں کے لیے امیرانہ اور شاہانہ دسترخوان سجایا گیا ہو ——— اگر نہیں دیکھا تو آئیے! یہ دسترخوان دیکھئے جو امام احمد رضا نے غریبوں اور صرف غریبوں کے لیے سجایا ہے ——— اللہ اکبر! کیسی کیسی نعمتیں سجی ہیں ——— ذرا دیکھئے تو سہی ———

- دُودھ کا برف خانہ ساز
- مُرغ بریانی
- بکری کا شامی کباب
- پراٹھے اور بالائی
- فیرینی
- سوڈے کی بوتل
- گوشت بھری کچوری
- سیب کا پانی
- انار کا پانی
- دُودھ کا برف[۱]
- اُرد کی پھریری دال مع ادرک و لوازم

ہاں امام احمد رضا نے غریبوں کے لیے دسترخوان سجایا ہے ——— غریب جمع ہیں ——— مزے لے لے کے کھا رہے ہیں، جان و دل سے دُعائیں دے رہے ہیں اور بزبانِ بے زبانی کہہ رہے ہیں ———

- اے احمد رضا! تو نے ہم غریبوں کی کیسی عزت افزائی فرمائی ——— آخرت میں خدا تجھے بھی ایسی عزت عطا فرمائے ———!
- اے احمد رضا! تو نے ہم غریبوں کو کیسے مزے مزے کے کھانے کھلائے، خدا تجھ کو بھی جنت میں مزے مزے کے کھانے کھلائے!
- اے احمد رضا! تو نے ہم غریبوں کو کیسی محبت و شفقت سے سینے سے لگایا

---

[۱] امام احمد رضا: وصیت نامہ، محررہ ۲۸ر اکتوبر ۱۹۲۱ء، مطبوعہ لاہور

Marfat.com

کل قیامت کے دن تاجدارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم تجھے اپنے سینے سے لگائیں !

امام احمد رضا نے غریبوں کے کھانے کی فہرست برف سے شروع کی اور برف ہی پر ختم کی ——— عرض کیا گیا: برف تو پہلے لکھوایا جاچکا ہے ——— فرمایا: لکھ لکھو۔ "میرا رب سب سے پہلے برف ہی عطا فرمائے گا" ——— خدا کی شان جب آپ کا جسم نازنین قبر میں اتارا جا رہا تھا، ایک عقیدت مند برف کا خوانہ ساز لے کر حاضر ہوئے، جو اُسی وقت غریبوں میں تقسیم کر دیا گیا ——— امام احمد رضا کی روح کو قرار آگیا ——— اللہ اکبر! دنیا سے پردہ فرماتے فرماتے بھی غریبوں کی برف سے ضیافت فرمائی

اے غریبوں کے غمخوار تیری قبر تجلیوں سے روشن رہے ! ——— اس وقت عجیب اتفاق ہوا ——— بجلی گئی ہوئی تھی ——— موم بتی کی روشنی میں لکھ رہا تھا ——— جب قلم نے روشن لکھا تو بجلی آگئی، ہر طرف روشنی پھیل گئی ——— شاید یہ ایک غیبی اشارہ ہے ——— ہاں! امام احمد رضا کی قبر روشن ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک روشن رہے گی ؎

مثلِ ایوانِ سحر مرقد فروزاں ہو ترا   نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا

وصال سے ۲ گھنٹے ۱۷ منٹ قبل غریبوں کے لیے کھانے کی فہرست لکھوائی جو اوپر گزری۔ فہرست لکھوانے سے قبل اور پھر بعد میں جو کچھ لکھوایا وہ قابلِ توجہ ہے ——— آپ نے لکھوایا:

"اعزا سے بطیبِ خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین بار ان اشیا سے بھی کچھ بھیج دیں" ۱؎

پھر جب کھانوں کی فہرست لکھوا چکے، تو لکھوایا ———

"اگر روزانہ ایک چیز نہ ہو سکے" یوں کر دیا جیسے مناسب جانو ——— مگر بطیبِ خاطر، میرے لکھنے پر مجبوراً نہ ہو" ۲؎

۱؎ و ۲؎ امام احمد رضا: وصیت نامہ، محررہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء، مطبوعہ لاہور۔

Marfat.com

وصیت نامے کے ان الفاظ سے امام احمد رضا کی قلبی کیفیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے ـــــ ایک طرف تو دل کا تقاضا کہ غریبوں کو خوب کھلایئے ـــــ دوسری طرف یہ خدشہ، نہ معلوم کھلانے والے یہ چیزیں دل سے کھلائیں گے بھی یا نہیں کہ غریبوں کے لیے تو یہ چیزیں مہیا نہیں کی جاتیں ـــــ پھر یہ اندیشہ کہ اگر کھلائیں گے تو اعزاز و اکرام کے ساتھ بٹھا کر بھی کھلائیں گے یا نہیں ـــــ غریبوں کے لیے وہ دل کہاں سے لائیں گے جو امام احمد رضا کے سینے میں ہے؟ ـــــ دل کی بات لکھوا رہے ہیں، مگر رُک رُک کر ٹھہر ٹھہر کر ـــــ پورا ہفتہ نہ سہی، ہفتہ میں دو تین بار ہی سہی ـــــ سب نعمتیں نہ سہی، روزانہ ایک دو ہی سہی ـــــ پھر خیال آیا کہیں یہ ایک دو بھی اس لیے نہ کھلائی جائیں کہ احمد رضا نے وصیت کی ہے ـــــ اس لیے صاف صاف لکھ دیا کہ جو کھلائیے، دل سے کھلائیے، مجبور ہو کر نہ کھلائیے ـــــ دربارِ الٰہی میں تو اخلاصِ عمل کی پوچھ ہے، یہ نہیں تو کچھ نہیں۔

○

دنیا کو تو اچھا نہیں لگتا کہ غریبوں اور مسکینوں کو منہ لگایا جائے، عزت سے بٹھایا جائے، اُن کی خاطر داری کی جائے، اُن کو قسم قسم کے لذیذ کھانے کھلائے جائیں ـــــ جو لوگ بصیرت سے محروم تھے ـــــ جن کے ذہن میں امارت کی بو بسی ہوئی تھی ـــــ جن کے دماغ میں نخوت و غرور کا سودا تھا، جو غریب پروری اور غمخواری کے معنی سے نابلد تھے ـــــ وہ امام احمد رضا کا منہ تکنے لگے ـــــ دیکھ دیکھ کر ہنسنے لگے ـــــ مذاق اڑانے لگے، قہقہے لگانے لگے کہ یہ انسان ہے یا کوئی دیوانہ، جو بستر مرگ پر لیٹا غریبوں کو یاد کر رہا ہے ـــــ غریبوں مسکینوں کے لیے اس اہتمام کی وصیت کر رہا ہے ـــــ ہاں اہلِ علم و فکر و خیال کا اس پستی میں چلا جانا، ایک قومی المیہ ہے جس پر جتنا ماتم کیا جائے کم ہے

Marfat.com

سُن، اے غارت گرِ جنس و فا سُن
شکستِ شیشۂ دِل کی صدا کیا؟

اُن کے شعور نے امام احمد رضا کے دردِ دل کی کسک محسوس نہ کی۔۔۔ اُن کے احساس نے مسکینوں کے لیے امام احمد رضا کی روح کی تڑپ محسوس نہ کی۔۔۔ تو پھر وہ امام احمد رضا کی دل کی گہرائیوں تک کس طرح پہنچتے۔۔۔ غریبوں اور مسکینوں کے لیے امام احمد رضا کے اضطراب و بے چینی کو کس طرح سمجھتے!۔۔۔ انہوں نے کچھ نہ سمجھا۔۔۔ کاش وہ سینے میں دل رکھتے!۔۔۔ کاش وہ دل میں درد رکھتے!۔۔۔

○

جب امام احمد رضا وصیت لکھوا چکے، تو خود دستخط فرمائے اور ساتھ ہی یہ الفاظ بھی تحریر فرمائے:۔۔۔

بقلم خود بحالتِ صحت حواس و اللّٰہ شہید ولہ
الحمد وصلی اللّٰہ تعالیٰ وبارک وسلم[1]

وصل کی گھڑی قریب آرہی ہے۔۔۔ عزیزوں پر کیا بیت رہی ہوگی۔۔۔ احباب پر کیا گزر رہی ہوگی۔۔۔ عقیدت مندوں کا کیا حال ہوگا؟۔۔۔ یہ شعر ہر دل کی آواز بن گیا ہوگا ؎

یُوں نہ پردہ کرو خدا کے لیے   دیکھو دُنیا تباہ ہوتی ہے

۔۔۔ اللہ اکبر! وصال تک تمام کام گھڑی دیکھ کر ٹھیک ٹھیک وقت پر ارشاد ہوتے رہے کیا اس شان سے جانا کسی نے دیکھا ہے؟۔۔۔ جب ۲ بجنے میں ۴ منٹ باقی تھے۔ وقت پوچھا۔۔۔ عرض کر دیا گیا۔۔۔ فرمایا: "گھڑی کھلی ہوئی سامنے

---

[1] امام احمد رضا: وصیت نامہ، محررہ ۲۸ / اکتوبر ۱۹۲۱ء، مطبوعہ لاہور

Marfat.com

رکھ دو" ——— اللہ اللہ! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ علّام الغیوب نے وقت بتا دیا تھا، بیشک اُس کی عطا سے وہ علم بھی مل جاتا ہے، جس کو اُس نے صرف اور صرف اپنے خزانے میں محفوظ رکھا ہے ——— بڑے صاحبزادے مولانا محمد حامد رضا خاں خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ——— فرمایا، "وضو کر آؤ، قرآن عظیم لاؤ" ——— ابھی وہ نہ آئے تھے کہ چھوٹے صاحبزادے مفتی محمد مصطفٰے رضا خاں حاضر ہوئے ——— فرمایا: بیٹھے کیا کر رہے ہو، سورۂ یٰسین شریف اور سورۂ رعد شریف تلاوت کرو ——— تلاوت ہو رہی ہے، آفتاب شریعت غروب ہو رہا ہے ——— بس چند منٹ باقی ہیں ——— سفر کی دعائیں پڑھ رہے ہیں اور بار بار پڑھ رہے ہیں کہ آج اس سفر پر جانا ہے کہ پھر واپس نہیں آنا ——— اچانک کلمۂ طیبہ پڑھا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ——— آن کی آن میں دم سینے پر آگیا ——— جب سینے سے باہر نکلا، تو چہرے پر ایک نور چمکا اور روشنی پھیل گئی ——— اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝ ——— آج جمعہ ہے اور ٹھیک نماز جمعہ کا وقت ——— صفر کی ۲۵ تاریخ ہے اور سنہ ۱۳۴۰ھ ——— اکتوبر کی ۲۸ تاریخ اور سنہ ۱۹۲۱ء ——— ۵

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد
رُوئے گل خوب ندیدم و بہار آخر شد

وہ اس طرح چلے گئے، جس طرح گلشن سے بُوئے گل چلی جاتی ہے ——— خود فرمایا، اور خوب فرمایا: ———

"جنہیں ایک جھلک دکھا دیتے ہیں، شوقِ دیدار میں ایسے جاتے ہیں کہ جانا معلوم بھی نہیں ہوتا"۔ [۱]

---

[۱] حسنین رضا خاں: وصایا شریف، مطبوعہ لاہور، ص ۱۵

Marfat.com

بے شک ایسے گئے کہ جانا معلوم ہی نہ ہوا ——— ہاں ! سہ

دِل تو جاتا ہے اُس کے کوچہ میں

جا، مری جاں، جا، خدا حافظ

اے احمد رضا! ——— اے غریبوں کے غمخوار ——— اے مسکینوں کے دلدار ——— اے مظلوموں کے دادرس ——— اے بیکسوں کے فریاد رس، تجھ پر ہزار بار سلام ——— ہاں رُوحِ انسانیت تجھ کو سلام کرتی ہے ——— دلِ دردمند تجھ کو سلام کرتا ہے ——— دیدۂ بینا تجھ کو سلام کرتا ہے ——— چشمِ اشکبار تجھ کو سلام کرتی ہے ——— جانِ بیتاب تجھ کو سلام کرتی ہے ——— رُوحِ مضطر تجھ کو سلام کرتی ہے ——— مظلوموں کی آہیں تجھ کو سلام کرتی ہیں ——— غریبوں کی فریادیں تجھ کو سلام کرتی ہیں ——— ماہِ تاباں تجھ کو سلام کرتا ہے ——— مہرِ درخشاں تجھ کو سلام کرتا ہے ——— ابرِ باراں تجھ کو سلام کرتا ہے ——— سفید و سیاہ تجھ کو سلام کرتے ہیں ——— فکر و شعور تجھ کو سلام کرتے ہیں ——— ہاں !

- تو عاشقِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے ———
- تو دلدارِ مجتبےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے ———
- تو محبوبِ مرتضےٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہے ———
- تو نائبِ غوث الوریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے ———

تجھ پر سلام ——— ہزار بار سلام!

۱۳ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ

۱۱ جنوری ۱۹۹۰ء

احقر محمد مسعود عفی عنہ

Marfat.com

Marfat.com

وكونوا مع الصادقين

اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

Marfat.com

وکونوا مع الصادقین

اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

Marfat.com